

## بندوں پر سب سے پہلا فرض

”عقیدہ“ پر حافظ حکمی کا متن ”اعلام السنۃ المنشورۃ“

عقیدہ کا مشہور متن ”اعلام السنۃ المنشورۃ لاعتقاد الطائفة الناجية المنصورة“ مؤلفہ حافظ بن احمد بن علی الحکمی۔ یہی کتاب ”عقیدہ کے 200 مسئلے“ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ عوام الناس کی سطح پر تلقین عقیدہ کے لیے نہایت موثر و موزوں کتاب۔ یہاں ”اعتقاد“ کی سیریز میں ہم وقتاً فوقتاً اس متن سے خوشہ چینی کرتے رہیں گے۔ ”ایمان مفصل“ کی تعلیم میں بچوں اور نوجوانوں کے لیے یہ مختصر کتاب شامل نصاب ہونے کے لائق ہے۔

بندوں پر سب سے پہلا فرض کیا ہے؟

بندوں پر سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اُس خاص بات کو معلوم کریں

جس کے لیے ان کو پیدا کرنے والے نے انہیں پیدا کیا ہے۔

جس کے لیے اُس نے انہیں دنیا میں بھیجنے سے پہلے ان سے باقاعدہ ایک میثاق لیا تھا۔

جس کی خاطر وہ مسلسل ان کی طرف اپنے رسول بھیجتا اور ان پر اپنی کتابیں اتارتا رہا۔

جس کے لیے خود یہ ساری دنیا بنی؛ اور آخرت وجود میں آئی؟

جس کی خاطر جنت اور دوزخ تخلیق ہوئی؟

اور جس کو بنیاد بنا کر وہ قیامت برپا کرے گا، حشر اٹھائے گا، ترازوؤں کو نصب

فرمائے گا، اور اعمال نامے پھیلا پھیلا کر ان کے سامنے رکھوائے گا۔  
 } جس کی بنیاد پر بد بختی اور خوش نصیبی کے اصل فیصلے ہوں گے۔  
 } جس کی مقدار کے بقدر خوش بختوں کو قیامت کے روز نور اور راحت ملے  
 گی، اور بد بختوں کو تاریکی اور ذلت۔

\*\*\*\*\*

تو پھر وہ کیا چیز ہے جس کی خاطر مخلوق بنائی گئی؟

اُس کا فرمان سنو:

”ہم نے ہرگز ان آسمانوں اور اس زمین کو کسی دل لگی کے لیے پیدا نہیں کیا۔ ہم نے نہیں  
 پیدا کیا ان کو مگر حق کے ساتھ، مگر ان میں سے اکثر جانتے نہیں ہیں۔“ (44: 38، 39)  
 ”اور اللہ نے تو پیدا کیا ہے ان آسمانوں اور اس زمین کو حق کے ساتھ، اور اس لیے ہر  
 نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے جہاں ان کی کچھ حق تلفی نہ ہو۔“ (22: 45)  
 ”اور نہیں پیدا فرمایا میں نے سب جنوں اور انسانوں کو مگر اس لیے کہ یہ میری  
 عبادت کریں۔“ (51: 56)

\*\*\*\*\*

"عبد" کا مطلب کیا ہوا؟

اگر یہ مُعْبَد کے معنی میں ہو، تو اس کا مطلب ہے: بے اختیار، مسخر کر کے رکھا گیا، تابع اور  
 ماتحت رکھا گیا۔ اس معنی میں یہ لفظ سب علوی و سفلی مخلوقات کو شامل ہے، خواہ وہ عاقل ہوں  
 یا غیر عاقل۔ خشک وتر، ساکن و متحرک، ظاہر و پوشیدہ، مومن و کافر، نیکو کار و بدکار، وغیرہ  
 سب اس میں آئیں گی۔ سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ سب اس کی ربوبیت کے سہارے جیتی ہیں۔  
 سب اس کے حکم کے آگے مسخر ہیں۔ اس کی تدبیر سے چلتی ہیں۔ سب کے لیے اس کا ایک  
 منصوبہ طے ہے اور انہیں اسی پر چلنا ہے۔ ہر چیز اپنے ایک مقررہ انجام کی طرف بھاگی جا رہی  
 ہے؛ جس سے وہ ایک ذرہ بھر ٹلنے والی نہیں۔ {ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ} [الأنعام: 96]۔  
 اور اُس کی یہ تدبیر عدل اور حکمت پر قائم ہے۔

اور اگر یہ ”عابد“ کے معنی میں ہو تو اس کا مطلب ہو گا: کسی ہستی کی محبت اور گرویدگی کا اسیر ہو جانے والا۔ اس کے آگے ذلت اور عاجزی اختیار کر لینے والا۔ یہ ظاہر ہے صرف مومنین ہی ہو سکتے ہیں، جو کہ اُس کے برگزیدہ بندے اور اُس کا تقویٰ اختیار کر رکھنے والے اولیاء ہوں گے، جن کو (اُس کے پاس جاتے وقت) نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ کوئی غم۔

\*\*\*\*\*

## ”عبادت“ کیا چیز ہے؟

”عبادت“ ایک جامع لفظ ہے۔ اس میں وہ سب کچھ آجاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوشنودی کا موجب ہو، خواہ وہ اقوال ہوں یا اعمال، ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے۔ ”عبادت“ یہ ہو گی کہ آدمی ایسی سب اشیاء کا پابند اور اس سے منافی اشیاء سے بیزار ہو کر رہے۔

\*\*\*\*\*

## ایک عمل ”عبادت“ کب بنتا ہے؟

جب اس میں دو چیزیں پوری کر دی جائیں:

۱۔ کمال درجے کی محبت۔ اور

۲۔ کمال درجے کی ذلت۔

{وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ} [البقرة: 165] ”اور ایمان والے اللہ کی محبت میں کہیں بڑھ کر ہیں۔“ {إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ} [المؤمنون: 57] ”بے شک وہ لوگ جو اپنے رب کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں۔“ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باتوں کو ایک ہی مقام پر اکٹھا کر دیا: {إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ} [الانبیاء: 90] ”بے شک یہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اعمال خیر میں لگے رہتے اور ہمیں پکارتے رغبت اور خوف سے، اور تھے وہ ہم سے ڈر کر رہنے والے۔“ پس ”عبادت“ ہوئی: معبود کا گرویدہ اور اس کی بیعت کے آگے پست ہوا رہنا۔